REGD. NO. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

جلد ۴۹/۱۴ | ۲۲ ہجرت ۱۳۳۹ھش ۔ ۲۲ مئی ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۱۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۲۱ مئی بوقت ۹½ بجے صبح

کل دن بھر حضور اقدس کو کچھ اعصابی ضعف رہا۔ رات نیند آ گئی۔ صبح سے عام کمزوری کی شکایت ہے

احباب جماعت خاص توجہ التزام اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضور اقدس کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اور صحت و عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین اللّٰھم آمین

سربراہوں کی آئندہ کانفرنس تک روس مشرقی جرمنی سے علیحدہ صلحنامہ نہیں کریگا

ہم نہیں چاہتے کہ صورتِ حال مزید خراب ہو۔ روسی وزیر اعظم مسٹر کروشچیف کا اعلان

برلن ۲۱ مئی روسی وزیر اعظم مسٹر کروشچیف نے وعدہ کیا ہے۔ کہ روس سر دست مشرقی جرمنی سے علیحدہ صلحنامہ نہیں کرے گا۔ مسٹر کروشچیف ایک بہت بڑی ریلی سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا آئندہ چھ یا آٹھ ماہ کے اندر اندر سربراہوں کی ایک اور کانفرنس منعقد ہونے کی توقع ہے۔ اس وقت تک برلن کی صورت حال برقرار رکھی جائیگی۔ کیونکہ روس کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہتا جس سے صورت حال کے بگڑنے کا اندیشہ ہو۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم حالات کو بہتر بنانے کی پوری کوشش کریں گے۔

اگر صدر آئزن ہاور اپنی موجودہ روش پر مصر رہے۔ اور ان سے ہم معاملات طے نہیں کر سکے۔ تو ہم نئے صدر کے انتخاب تک انتظار کریں گے۔ مسٹر کروشچیف نے صدر آئزن ہاور کے بعض نائبین پر الزام لگایا کہ انہوں نے صدر آئزن ہاور پر دباؤ ڈال کر سربراہوں کی کانفرنس کو ناکام بنایا ہے۔ انہوں نے کہا امریکی وزیر خارجہ مسٹر ہرٹر نائب وزیر خارجہ مسٹر ڈلون اور نائب صدر مسٹر نکسن ان لوگوں میں پیش پیش ہیں۔ جنہوں نے صدر آئزن ہاور کو ایسی روش اختیار کرنے پر مجبور کیا کہ جس کے نتیجہ میں سربراہوں کی کانفرنس کامیاب نہیں ہوسکی۔

تقریر کے دوران مسٹر کروشچیف نے مزید کہا امریکہ روسی علاقے پر جاسوسی کی غرض سے ہوائی جہاز بھجوانے پر معافی مانگنے کی بجائے مزید ہوائی جہاز بھیجنے کی دھمکی دے رہا ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر یہ صورت حال اسی طرح جاری رہی تو روس مشرقی جرمنی سے علیحدہ صلحنامہ کے لئے کسی اور وقت کے انتظار میں نہیں بیٹھا رہے گا:

صدر آئزن ہاور پیرس سے واشنگٹن واپس پہنچ گئے

"ممکن ہے ہمیں پریشان کرنے کی اور کوششیں کی جائیں ہمیں بہر حال تیار رہنا چاہیئے"

واشنگٹن ۲۱ مئی۔ صدر آئزن ہاور پیرس سے امریکہ واپس جاتے ہوئے کل لزبن سے واشنگٹن پہنچ گئے۔ جہاں ان کا شاندار استقبال ہوا۔ ہوائی اڈہ پر ایک بیان دیتے ہوئے انہوں نے کہا۔ سربراہوں کی کانفرنس کو ناکام بنانے کے سلسلہ میں روس نے "یو ٹو" ہوائی جہاز کے واقعہ کو ایک بہانہ بنایا ہے۔ انہوں نے خبردار کرتے ہوئے کہا۔ ممکن ہے ہمیں پریشان کرنے کی اور کوششیں بھی کی جائیں۔ اس لئے ہمیں حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

— ٹوکیو ۲۱ مئی۔ جاپان کے ایوان زیریں نے امریکہ اور جاپان کے باہمی سلامتی کے معاہدے کی توثیق کردی۔

گیانی گوردت سنگھ جی ایم ایل سی

مشرقی پنجاب کی ربوہ میں تشریف آوری

ربوہ ۲۱ مئی۔ گیانی گوردت سنگھ جی ایم ایل سی چیف ایڈیٹر روزنامہ پرکاش چنڈی گڑھ (انڈیا) جو ان دنوں گورو گرنتھ صاحب کی ریسرچ کے سلسلہ میں پاکستان آئے ہوئے ہیں ۱۹؍۵ کی صبح کو لاہور

قربانی کرنیوالے اصحاب توجہ فرمائیں

— از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی —

اب عید الاضحی بہت قریب آ گئی ہے۔ جو احباب اپنی جگہ قربانی نہ کروا سکتے ہوں اور میرے دفتر کے ذریعہ قربانی کروانا چاہتے ہوں۔ وہ بہت جلد اپنے ارادے سے مطلع فرمائیں۔ اور ساتھ ہی تیس یا پینتیس روپے (جتنی بھی توفیق ہو) میرے دفتر میں بھجوا دیں۔ اب چونکہ گرانی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لئے لازماً قربانی کے جانوروں کی قیمت بھی بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ قربانی کرنے والے دوستوں کی قربانی قبول فرمائے۔ اور اسے ان کے لئے قرب الٰہی اور ترقی کا ذریعہ بنا دے آمین یا ارحم الراحمین

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع

لاہور سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا علاج شروع ہے۔ اور علاج کی تبدیلی کے پیش نظر بعض ضروری ٹسٹ ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضرت میاں صاحب مدظلہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور صحت والی لمبی زندگی عطا کرے آمین

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی علالت

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تاحال بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب جماعت محترم صاحبزادہ صاحب کی شفائے کامل و عاجل کے لئے دعا فرمائیں۔

۲۱ سے ربوہ تشریف لائے۔ یہاں ایک دن کے مختصر قیام میں انہوں نے تعلیم الاسلام کالج فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے دفاتر کو دیکھا۔ کالج کا تعلیمی نظام۔ فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی مصنوعات اور وکالت تبشیر کے بیرونی مشن ان کی خاص دلچسپی کا باعث بنے نیز خلافت لائبریری کی بعض نایاب گورمکھی کتب جو سکھ مذہب سے متعلق تھیں۔ ان کی معلومات میں اضافہ کا موجب بنیں۔ گیانی صاحب موصوف ۲۰؍۵ کی صبح کو ربوہ سے لاہور واپس تشریف لے گئے

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔اے۔ ایل ایل۔بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۲ مئی ۶۰ء

خطرے کا الارم

چوٹی کانفرنس کی ناکامی کی ذمہ واری روس امریکہ پر اور امریکہ روس پر ڈالتا ہے ذمہ واری خواہ کسی پر آتی ہو اس ضمن میں دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ انسان جب اپنے آپ کو عظیم طاقتوں کا مالک سمجھنے لگتا ہے تو خود پسندی اور غرور کس طرح اس پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اور اسکی ذہنیت کس طرح اس قسم کی بن جاتی ہے کہ وہ ذرا ذرا سی بات پر دوسروں سے الجھنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

جو واقعہ امریکہ کے جاسوسی طیارہ کی وجہ سے ہوا ہے وہ اتنا عجیب و غریب یا غیر معمولی نہیں تھا کہ اس کی وجہ سے روس اور امریکہ چوٹی کانفرنس کا وہ حشر کرتے جو اس کا ہوا ہے روس اور امریکہ اور دوسرے ممالک برطانیہ وغیرہ سب جانتے ہیں کہ دونوں طرف سے جاسوسی کا تنظام قائم ہے۔ اور روس اپنے حریفوں کے حالات اور امریکہ اور برطانیہ روس کے حالات معلوم کرنے کے لئے ضرور جاسوسی کا تنظام رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی اچنبھا نہیں تھا کہ امریکی جہاز روس کی سرحدوں میں جاسوسی کے لئے داخل ہوا البتہ اچنبھا یہ ضرور ہے کہ روسی اس خاص جہاز کو تاڑ سکے اور اس کو مار گرانے میں کامیاب ہو سکے۔ ورنہ جیسا کہ برطانیہ نے بھی اعتراف کیا ہے روس میں نہ صرف امریکی جہاز بلکہ برطانوی جہاز بھی جاسوسی کی غرض سے جاتے رہے ہیں اور اس طرح رسیات کو باور کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ روسی جہاز بھی ضرور جاسوسی کرتے رہے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ نے یہ اچھا کیا ہے کہ اعتراف کر لیا ہے حالانکہ معاملہ ہی کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں تھا اگر امریکی جہاز مار نہ کھاتا اور بچ کر نکل آتا تو روس خواہ کتنا شور مچاتا امریکہ کبھی اعتراف نہ کرتا کہ اس کا جہاز جاسوسی کے لئے روسی سرحد میں داخل ہوا تھا جب تک روس کوئی یقینی ثبوت پیش نہ کر سکتا

اس سے جو ہم نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ جو دونوں طرف سے کہا جاتا ہے کہ ہم اس لئے اپنی طاقت بڑھا رہے ہیں تاکہ دشمن حملہ نہ کر سکے اور ڈرتا رہے۔ یہ ایک دھوکا ہے جو دونوں فریق خود کھا رہے ہیں۔ ورنہ اس واقعہ نے ثابت کر دیا ہے کہ "لڑنے" کے لئے کسی بہانے کی بھی ضرورت نہیں۔ اگر فریقین چاہتے تو اس واقعہ کو معمولی سمجھ کر "چوٹی کانفرنس" کو منسوخ نہ کرتے مگر جیسا کہ اخباروں سے معلوم ہوتا ہے خروشچیف نے کانفرنس کی ابتداء کی شرط ہی یہ رکھی کہ امریکہ نے دخل اندازی کی ہے اس کا فیصلہ کرنے کے بعد ہی کانفرنس ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ شرط اسی لئے لگائی گئی کہ کانفرنس ہو ہی نہ سکے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ خروشچیف کو چاہیئے تھا کہ پیرس آنے سے پہلے ہی اسباب کا اظہار کر دیتا تاکہ آنے کی تکلف کی بھی ضرورت نہ رہتی مگر اس طرح وہ ڈرامائی انداز پیدا نہ ہوتا جو ہوا ہے اب روس چاہتا ہے کہ "امریکی فضائیہ کے جارحانہ اقدامات پر غور کے لئے حفاظتی کونسل کا اجلاس فوراً بلایا جائے"۔ چنانچہ اس مضمون کی درخواست روس کے وزیر خارجہ نے صدر "حفاظتی کونسل" کو بھیج دی ہے۔

ہمیں ان تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں کہ امریکہ حق پر ہے یا روس اور حفاظتی کونسل کیا فیصلہ کرے گی۔ ہم تو صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ تباہی کے ہتھیاروں کی دوڑ یقیناً انسان کی غلط ذہنیت کا نتیجہ ہے اور جب تک انسان کی غلط ذہنیت تبدیل نہ ہو گی اس وقت تک طاقت میں روز افزوں اضافہ دنیا کی تباہی کے خطرہ کو بڑھاتا چلا جائیگا اور کسی دن ایسا لمحہ آ سکتا ہے کہ ایک برافروختہ خروشچیف یا کوئی غضبناک آئزن ہاور "بٹن" دبا دے۔

آج اقوام میں باہم سخت بے اعتمادی پھیلی ہوئی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہر قوم اس کوشش میں لگی ہوئی ہے کہ وہ اپنی تیکنیکی اور جارحانہ قوت جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ کرے۔ تاکہ قوت کے توازن میں وہ معیار سے گر کر فنا نہ ہو جائے نیشنلزم کے جو فوائد ہوں سو ہوں اس کے نقائص میں سے یہ خطرناک نقص ہے کہ آج اقوام اقوام کے مقابل کھڑی ہیں اور باوجود اقوام متحدہ کی کوششوں کے کوئی قوم اپنے موقف سے ایک انچ ادھر ادھر ہونے میں اپنی توہین ہی نہیں بلکہ تباہی سمجھتی ہے

بے شک آج کل اس صورت حال سے متاثر ہو کر یورپ اور امریکہ یا یوں کہنا چاہیئے کہ ان مادہ پرست اقوام میں ایسے مفکر پیدا ہو رہے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اقوام اپنی ذہنیت نہ بدلیں گی اور بین الاقوامی جذبات پیدا نہ ہوں گے۔ اس وقت تک زیادہ سے زیادہ طاقت اندوزی زیادہ سے زیادہ خطرہ بنی رہے گی۔ مگر دنیا میں کبھی آج تک ایسا نہیں ہوا کہ محض فکر و غور سے اقوام کی ذہنیت بدل گئی ہو۔ عقل ہماری اس حد تک تو ضرور رہنمائی کرتی ہے کہ وہ ہمیں بعض افعال و اعمال کے لازمی نتائج سے خبردار کر دے۔ جیسا کہ مثلاً روس اور امریکہ اور برطانیہ وغیرہ اقوام جانتی ہیں کہ جس روش پر وہ جا رہی ہیں یہ روش تباہی کے گڑھے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ لیکن عقل میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ فی الواقعہ انسانی ذہنیت کو بدل بھی دے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جہاں عقل بعض اچھے مقاصد کی نشاندہی کرتی ہے وہاں اکثر وہ حرص و غرور وغیرہ ادنی جذبات کی تکمیل کے لئے بھی ایک کامیاب ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ عقل بھی بذات خود نہ اچھی ہے نہ بری بلکہ وہ بھی ایک ایسا ہتھیار ہے جو اگر شیطان کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو شیطنت کے لئے اسی طرح استعمال کر سکتا ہے جس طرح ایک فرشتہ نیک کام کے لئے۔

اس لئے ہمارے یہ دانشمند اور مفکرین جو محض عقلی دلائل سے ان اقوام کو راہ راست پر لانا چاہتے ہیں۔ زیادہ حد تک کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کے عقلی دلائل مادیت سے بالا نہیں اور محض مادیت بین الاقوامی اور انسانی اجتماعی اخلاق کی بنیاد نہیں بن سکتی کیونکہ مادیت پرستی نے انسانی زندگی کے تقدس کو ختم کر دیا ہے۔ یہ ایسا خلا ہے۔ جس کو کوئی مصلحت بینی اور عقلی دلیل پر نہیں کر سکتی۔ جب تک یہ خلا پُر نہ ہو اسوقت تک شیطان دنیا پر قابض رہیگا اس خلا کو ایک ہمہ گیر روحانی انقلاب ہی پر کر سکتا ہے۔ لیکن ایسا روحانی انقلاب محض خیالی باتوں سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ روحانی انقلاب کے لئے جب تک کوئی ٹھوس اساس نہ ہو۔ جس پر اس کی عمارت اٹھائی جا سکے۔ اس وقت تک وہ ظہور پذیر نہیں ہو سکتا ایسا انقلاب اللہ تعالیٰ ہی لا سکتا ہے۔ اسی طرح پہلے زمانوں میں روحانی انقلاب آتے رہے ہیں۔ یعنی ایسا انقلاب ایک فرستادہ حق کے ذریعہ ہی لایا جا سکتا ہے۔

۲۷ مئی — یوم خلافت

۲۷ مئی کا دن یوم خلافت ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ اوّل رضی منتخب ہوئے تھے اس دن تمام جماعتوں میں جلسے کئے جائیں اور ان میں خلافت کی اہمیت اور خلافت کی برکات بیان کی جائیں اور احباب جماعت کے ذہن نشین کرایا جائے کہ خلافت نبوت کا ایک ضروری تتمہ ہے اور اس کا وجود ضروری ہے۔ تمام امراء اور صدر صاحبان اسے نوٹ فرمالیں۔ اور ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد ربوہ)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۴ جون ۱۹۴۴ء بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں ادارہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

گنتی کے ساتھ تسبیح و تحمید

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی کہ حضور نے چند روز ہوئے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہر احمدی کو روزانہ بارہ دفعہ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم اور بارہ دفعہ درود پڑھنا چاہیئے اس گنتی میں آیا کوئی خاص حکمت ہے۔ یا لوگوں کو عادت ڈالنے کے لئے حضور نے ایسا ارشاد فرمایا ہے

حضور نے فرمایا۔

میں نے بارہ دفعہ کی تخصیص صرف اس لئے کی ہے۔ کہ آجکل اکثر چیزوں کی گنتی درجن کے حساب سے ہوتی ہے اور اس لئے بھی کہ انگلیوں کے بارہ پورے ہیں۔ اور ہر شخص آسانی سے یہ گنتی پوری کر سکتا ہے۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ بارہ دفعہ سے زیادہ درود نہیں پڑھنا چاہیئے یا بارہ دفعہ سے زیادہ تسبیح نہیں کرنی چاہیئے

ایک معین تعداد مقرر کرنے کی غرض

یہ ہے کہ یہ قلیل سے قلیل ذکر ہے۔ جو انسان کو کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص بارہ دفعہ درود پڑھ لے۔ اور بارہ دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کہہ لے۔ تو اس کی طبیعت پر کوئی بوجھ نہیں پڑ سکتا۔ اور جب دفعہ دفعہ اس کا چسکا پڑ جائے گا۔ تو پھر بارہ سے چوبیس اور چوبیس سے چھتیس جتنا کوئی شخص چاہے اس تعداد کو بڑھا سکتا ہے یہ ہر شخص کی اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ وہ بارہ سے زیادہ جتنی مرتبہ چاہے درود پڑھے۔ اور جتنی مرتبہ چاہے تسبیح کرے۔

اصل بات یہ ہے

کہ بے حساب ذکر میں بھی خوبی ہوتی ہے۔ اور باحساب ذکر میں بھی خوبی ہوتی ہے۔ باحساب میں تو یہ خوبی ہوتی ہے کہ انسان اس کے متعلق تعہد سے کام لیتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ میں اتنی بار ضرور ذکر کر لوں۔ اور بے حساب میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ انسان اپنے محبوب کو یاد کرتے وقت گنتی کو مدنظر نہیں رکھتا۔ بلکہ اپنے عشق کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت اپنے محبوب کا نام زبان پر جاری رکھتا ہے۔ پس دونوں میں خوبیاں ہیں باحساب میں بھی خوبیاں ہیں بے حساب میں بھی خوبیاں ہیں۔

درحقیقت۔ تسبیح و تحمید تو ایک ایسی چیز ہے۔ جو مومن کے دل سے ہر وقت نکلتی رہتی ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے پانی پیتے ہوئے۔ کپڑے پہنتے ہوئے۔ اٹھتے ہوئے بیٹھتے ہوئے چلتے ہوئے پھرتے ہوئے سوتے ہوئے جاگتے ہوئے ہر وقت اور ہر حالت میں وہ

خدا کی طرف متوجہ

رہتا ہے۔ اور بات بات پر اس کے منہ سے سبحان اللہ اور الحمد للہ نکل جاتا ہے۔ اس طرح خواہ وہ باحساب ذکر کرتا ہو۔ پھر بھی وہ بے حساب ہی بن جاتا ہے۔ اور وہی اصل ذکر ہوتا ہے جس ذکر کے لئے انسان کو چوبیس گھنٹے انتظار کرنا پڑے اور کہے کہ جب فلاں وقت آئے گا۔ تو اس وقت میں ذکر کروں گا۔ وہ ذکر نہیں کہلا سکتا۔

ذکر وہی ہے

جو ہر وقت اور ہر حالت میں انسان کی زبان پر جاری رہے۔ تعداد کے لحاظ سے بے شک ایک خاص وقت بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مگر محبت کے لحاظ سے وقت کی تعیین کا خیال غلط ہوتا ہے۔ اور در اصل یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ کیونکہ عشق میں انسان کی دونوں حالتیں ہوتی ہیں۔ عشق کی ایک حالت تو وہ ہوتی ہے جب انسان اور تمام کاموں سے فارغ ہو کر اپنے دوست سے باتیں کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور عشق کی دوسری حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ خواہ اور کاموں میں لگا رہے۔ اس کا دل اپنے محبوب کی طرف ہی رہتا ہے۔

پس عشق دونوں باتوں کا تقاضا کرتا ہے عشق یہ بھی چاہتا ہے۔ کہ عاشق اپنے معشوق کے لئے اور کاموں سے فارغ ہو جاوے۔ اور عشق یہ بھی چاہتا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا ہر وقت ذکر کرتا رہے۔ پس چونکہ یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ اس لئے خواہ کوئی شخص

ایک معین وقت میں

ہزار دفعہ درود پڑھ لے۔ اور ہزار دفعہ تسبیح کر لے۔ پھر بھی جب وہ دوسرے اوقات میں بغیر گنتی کے اپنے محبوب کا ذکر کرے گا۔ تو ہزار بھی ان گنت ہو کر سب کا سب ذکر بے حساب بن جائے گا۔ یا فرض کرو۔ ایک شخص ۳۳ - ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہتا ہے۔ اور پھر سارا دن بغیر گننے کے مختلف مواقع پر کبھی سبحان اللہ کہہ دیتا ہے۔ کبھی الحمد للہ کہہ دیتا ہے۔ کبھی اللہ اکبر کہہ دیتا ہے۔ تو گنتی شدہ

تسبیح و تحمید اور تکبیر

میں ان گنت تسبیح و تحمید اور تکبیر جب مل جائے گی۔ تو سب تسبیح و تحمید ان گنت ہو جائے گی۔ اس طرح یہ دونوں چیزیں مل کر ایک مومن کے عشق کو مکمل کرتی ہیں ورنہ اکیلی نہ یہ چیز اس کے عشق کو مکمل کرتی ہے۔ نہ وہ چیز اس کے عشق کو مکمل کرتی ہے۔ اگر یہی خیال آتا رہے کہ میں فلاں وقت ہی ذکر کروں گا۔ آگے پیچھے نہیں کروں گا۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ وہ اپنے اوقات کو کلی طور پر

خدا تعالےٰ کی یاد میں

صرف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اس بات کی منتظر رہتا ہے کہ مقررہ وقت آئے۔ تو وہ ذکر کرے۔ حالانکہ مومن وہی ہے۔ جو ہر حالت میں خدا کا لے گو یاد رکھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی بزرگ کا یہ مقولہ سنایا کرتے تھے۔

دست درکار دل بایار

یعنی انسان کے ہاتھ تو کاموں میں مشغول ہونے چاہئیں۔ اور اس کا دل اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ایک پنجابی صوفی کے متعلق مشہور ہے۔ کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ میں کتنی دفعہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا کروں۔ انہوں نے فرمایا

"یار دا ناں لینا تے گن گن کے"

یعنے محبوب کا نام لینا اور پھر گن گن کر تو اصل ذکر وہی ہے۔ جو ان گنت ہو۔ مگر ایک معین وقت مقرر کرنے میں یہ خوبی ہوتی ہے۔ کہ انسان اس وقت اپنے محبوب کے لئے اور کاموں سے بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ یہ دونوں حالتیں ضروری ہیں اس لئے

صحیح طریق

یہی ہے کہ معین تعداد میں ان گنت ذکر ملا دیا جائے۔ پھر وہ سارے کا سارا ذکر ان گنت ہو جائے گا۔ فرض کرو ایک شخص دن میں ہزار دفعہ تسبیح کرتا ہے۔ لیکن کسی وقت بغیر گننے کے بھی ذکر کر لیتا ہے۔ تو خواہ وہ ایک دو تین دفعہ ہی کرے یا چار دفعہ کرے مگر چونکہ وہ اس تعداد کو شمار نہیں کرے گا۔ اس لئے وہ سب ذکر ان گنت ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ یہ نہیں کہہ سکیگا کہ میں نے اتنی دفعہ ذکر کیا ہے اس سے زیادہ نہیں کیا۔

درود شریف

ایک دوست نے عرض کیا کہ کیا یہ درود پڑھنے میں کوئی ہرج تو نہیں۔ کہ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ وبارک وسلم انک حمید مجید

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

مجھے اس قسم کے درود کی طرف کوئی رغبت نہیں۔ یہ تو ایسی بات ہے جیسے چینی کیا کرتے ہیں کہ وہ

خدا کا نام

لکھ کر کسی رہٹ سے باندھ دیتے ہیں۔ اور پھر آرام سے گھر میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں کہ وہ گویا سارا دن اللہ تعالےٰ کا نام جپتے رہے ہیں۔ یوں دعا کرنے میں کوئی ہرج نہیں کہ اے اللہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بے انتہا کرم نازل فرما

مگر اس قسم کے درودوں سے لوگوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک دفعہ درود پڑھ کر سمجھ لیں کہ انہوں نے کئی لاکھ یا کئی کروڑ دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج دیا ہے۔ حالانکہ غلط ہے۔ درود بہرحال ایک ہی دفعہ سمجھا جائے گا۔

دعا اور تدبیر

ایک دوست نے عرض کیا کہ حصولِ رزق کے متعلق مومن دُعا سے کام لیتا ہے اور غیر مومن تدبیر سے لیکن نظر یہ آتا ہے کہ تدبیر سے کام لینے والا دعا کرنے والے کی نسبت زیادہ کامیاب رہتا ہے۔ حالانکہ دُعا اور اللہ تعالےٰ پر توکل تدبیر سے بہرحال افضل ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا آپ نے ایک دفعہ پہلے بھی یہی سوال کیا تھا جس کا میں نے تفصیل سے جواب دیا تھا۔ جب تک کوئی پیمانہ ایسا نہ ہو جس سے ایک شخص کی دعا اور دوسرے کی تدبیر کا باہم موازنہ کیا جاسکے اس وقت تک یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس میدان میں تدبیر دعا سے بڑھ کر ہے اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا کہ رزق کے متعلق مومنوں کو صرف دعا اور توکل سے کام لینے کا حکم نہیں بلکہ تدبیر سے بھی کام لینے کا حکم ہے۔ اور دعا اس وقت تک کمل نہیں ہو سکتی جب تک ظاہری جدوجہد اور ظاہری کوشش کا سلسلہ بھی جاری نہ رکھا جائے ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے رزق کا اللہ تعالےٰ خود ذمہ دار ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو بغیر تدبیر کے ہی اللہ تعالےٰ رزق پہنچا دیتا ہے۔ کہتے ہیں

کوئی بزرگ تھے

انہیں ایک دفعہ الہام ہوا کہ تمہیں اب کمائی کی ضرورت نہیں ہم خود تمہیں رزق دینگے چنانچہ انہوں نے روزی کمانی چھوڑ دی۔ ان کے بیوی بچوں کو فکر پیدا ہوا کہ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو ہم تو بھوکے مرنے لگیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اور ان کے دوسرے رشتہ داروں نے انہیں سمجھانا شروع کر دیا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ آپ کوئی کام کریں اور فارغ نہ بیٹھیں ایسا نہ ہو کہ فاقوں تک نوبت پہونچ جائے۔ وہ کہنے لگے۔ میں اللہ تعالےٰ پر توکل رکھتا ہوں وہ خود میری روزی کا سامان پیدا کریگا جب وہ کسی طرح نہ مانے تو انہوں نے تنگ آکر ان کے ایک دوست سے جو خود بھی بزرگ تھے کہا کہ آپ انہیں سمجھائیں شاید وہ آپ کی بات مان جائیں چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے کہا آپ کام کیا کریں۔ فارغ نہ بیٹھیں انہوں نے جواب دیا کہ میں تو اللہ تعالےٰ کا مہمان ہوں اور مہمان اگر اپنا کھانا آپ پکائے تو میزبان بُرا منایا کرتا ہے۔ اس لئے میں تو اپنے کھانے کا فکر نہیں کر سکتا۔ وہ کہنے لگا آپ اگر اللہ تعالےٰ کے مہمان ہیں تو سنئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مہمانی صرف تین دن ہوتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ پس آپ بھی تین دن ایسا کر سکتے ہیں۔ ہمیشہ کے لئے ایسا نہیں کر سکتے وہ کہنے لگے میں جس کا مہمان ہوں وہ فرماتا ہے ان یوماً عند ربك كالف سنة مما تعدون کہ میرا ایک دن ہزار سال کے برابر ہوتا ہے اگر میں ان تین دنوں کے بعد زندہ رہا تو آپ بے شک اعتراض کریں لیکن جب تک یہ تین دن ختم نہیں ہوتے میری مہمانی بھی ختم نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح میں نے

میں نے کئی دفعہ سنایا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری عمر میں ایک دفعہ سخت کھانسی ہوئی یہ کھانسی اتنی شدید تھی کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی نے اخبارات میں اس کا ذکر پڑھ کر شائع کر دیا کہ مجھے الہام ہُوا ہے مرزا صاحب کو سل ہو گئی ہے۔ میں ہی آپ کو دوائی پلایا کرتا تھا اور میں سمجھتا تھا کہ آپ کی بیماری کے معاملات میں مجھے دخل دینے کا حق ہے۔ ایک دفعہ آپ لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کو کھانسی کا سخت دورہ اٹھا۔ میں نے آپ کو دوائی پلائی ابھی میں دوائی پلا کر ہٹا ہی تھا کہ کوئی دوست پھلوں کی ایک ٹوکری دے گئے۔ جس میں کیلے بھی تھے کیلہ نزلہ اور کھانسی پیدا کیا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کھانسی میں کیلا کھانا کیا ہوتا ہے والدہ صاحبہ کہنے لگیں کہ کیلا کھانے سے نزلہ بڑھ جاتا ہے پھر مجھ سے پوچھا اور فرمایا کھانسی میں کیلا کھانا کیسا ہوتا ہے میں نے کہا شدید مضر ہوتا ہے۔ یہ پوچھ کر آپ نے فرمایا۔ ٹوکری ادھر کرو۔ ہم نے ٹوکری آپ کی طرف کی تو آپ نے ایک کیلا اٹھایا اور چھلکا اتار کر اسے کھانا شروع کر دیا۔ میں نے یہ دیکھتے ہی شور مچانا شروع کر دیا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ ابھی آپ کو کھانسی کا شدید دورہ ہُوا ہے اور کیلا کھانسی میں سخت مضر ہوتا ہے۔ آپ میری باتیں سنکر مسکراتے رہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمانے لگے مجھے ابھی الہام ہُوا ہے کہ تمہاری کھانسی جاتی رہی اس لئے میں نے کیلا کھا لیا ہے۔ کیونکہ جب خدا نے کہا ہے کہ کھانسی جاتی رہی تو کیلا کس طرح کھانسی پیدا کر سکتا ہے۔ اب

اس کے یہ معنے نہیں

کہ جس شخص کو کھانسی کی شکایت ہو وہ بے شک کیلا کھا لیا کرے وہی شخص ایسا کر سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے صحت کی خبر دی گئی ہو۔ اسی طرح جس شخص کو خدا کہہ دے کہ تمہیں رزق کے لئے کسی تدبیر کی ضرورت نہیں اسکے رزق کا ذمہ دار خود خدا ہو جاتا ہے لیکن باقی لوگوں کے متعلق حصولِ رزق کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہی قانون مقرر کیا ہُوا ہے کہ وہ کوشش کریں۔ ہاں ہم ضرور مانتے ہیں کہ مومن کے لئے جہاں دنیوی رستے بند ہو جاتے ہیں وہاں اللہ تعالےٰ اس کی دعا کی برکت سے اُن بند راستوں کو بھی کھول دیتا ہے

میں نے ایک دفعہ جس طرح خدا تعالےٰ سے ناز کرتے ہیں اس سے ناز کرتے ہوئے ایک دعا کی

وہ جوانی کے ایام تھے

اور ہم ایک ایسی جگہ گزر رہے تھے جہاں اس دعا کے قبول ہونے کی بظاہر کوئی کوئی صورت نہ تھی۔ مگر محبت الٰہی کے جوش میں اس سے ناز کرتے ہوئے میں نے کہا خدایا تو مجھے ایک روپیہ دلا میں اس وقت جالندھر اور ہوشیارپور کی طرف گیا ہُوا تھا اور کا ٹھ گڑھ سے واپس آ رہا تھا کہ اس سفر میں ایک ایسے علاقہ سے گذرتے ہوئے جہاں کوئی احمدی نہ تھا میرے دل میں یہ خیال پیدا ہُوا۔ شاید اللہ تعالےٰ اپنی قدرت ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ جنگل میں سے گذرتے ہوئے میرے دل سے یہ دعا نکلی حاجی غلام احمد صاحب اور چوہدری عبدالسلام صاحب میرے ساتھ تھے اتنے میں چلتے چلتے ایک گاؤں آگیا اور ہم نے دیکھا کہ اس گاؤں کے دو چار آدمی باہر ایک مکان کے آگے کھڑے ہیں۔ حاجی صاحب اور چوہدری عبدالسلام صاحب اُن کو دیکھتے ہیں۔ میرے دائیں بائیں ہو گئے اور کہنے لگے اس گاؤں کے لوگ احمدیت کے سخت مخالف ہیں اگر کوئی احمدی ان کے گاؤں میں سے گذرے تو یہ لوگ اسے مارا پیٹا کرتے ہیں آپ درمیان میں ہو جائیں تاکہ یہ لوگ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اتنے میں ان میں سے ایک شخص نے جب مجھے دیکھا تو میری طرف دوڑ پڑا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید حملہ کرنے کے لئے آیا ہے مگر جب وہ میرے قریب پہنچا تو اس نے سلام کیا اور ہاتھ بڑھا کر ایک روپیہ پیش کیا کہ یہ آپ کا

نذرانہ ہے

گاؤں سے باہر نکل کر وہ دوست حیران ہو کر کہنے لگے ہمیں تو ڈر تھا کہ یہ شخص آپ پر حملہ نہ کر دے مگر اس نے تو نذرانہ پیش کر دیا میں اس وقت ان کی بات سے یہ سمجھا کہ اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں یہ خیال غالباً اسی لئے پیدا کیا تھا کہ وہ اپنی قدرت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور بتانا چاہتا تھا۔ کہ لوگوں کے دل میرے اختیار میں ہیں۔ غرض جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے رزق آتا ہے تو ایسی ایسی جگہوں سے آتا ہے کہ ان کو اس کا وہم اور گمان بھی نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ میں کشتی میں بیٹھا

دریا کی سیر کر رہا تھا

اور بھائی عبدالرحیم صاحب میرے ساتھ تھے میرے لڑکے ناصر احمد نے اپنے بچپن کے لحاظ سے کہا کہ ابا جان اگر اس وقت ہمارے پاس کوئی مچھلی بھی ہوتی تو بڑا مزہ آتا۔ اس وقت یکدم میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا لوگ تو خواجہ خضر سے کچھ اور مراد لیتے ہیں مگر میں یہ سمجھا کرتا ہوں کہ خضر ایک فرشتہ ہے جس کے قبضہ میں اللہ تعالےٰ نے دریا دے رکھے ہوئے ہیں۔ جب ناصر احمد نے یہ بات کہی تو میں نے کہا خواجہ خضر ہم آپ کے علاقہ میں سے گذر رہے ہیں ہماری دعوت کیجئے اور ہمیں کھانے کے لئے

کوئی مچھلی دیجئے

جونہی میں نے یہ فقرہ کہا۔ بھائی جی کہنے لگے آپ نے یہ کیا کہہ دیا کہ خواجہ خضر ہماری دعوت کریں۔ اس سے تو بچے کی عقل ماری جائے گی۔ مگر ابھی بھائی جی کا یہ فقرہ ختم ہی ہُوا تھا کہ یکدم ایک بڑی سی مچھلی

کود کر ہماری کشتی میں آگری۔ میں نے کہا بھیجئے بھائی جی دعوت کا سامان آگیا۔ وہ حیران ہوگئے کہ یہ کیا ہو گیا کہ ادھر میری زبان سے یہ نکلا کہ خواجہ خضر ہم آپ کے علاقہ میں سے گذر رہے ہیں۔ ہماری دعوت کیجئے۔ اور ادھر انہوں نے کہا کہ آپ یہ کیا کہتے ہیں۔ خواجہ خضر بھی کہیں دعوت کیا کرتے ہیں۔ کہ یکدم ایک بڑی سی مچھلی ہماری کشتی آپڑی۔ اور میں نے کہا بھائی جی بھیجئے۔ مچھلی آگئی۔ چنانچہ اس کے بعد ہمنے وہ مچھلی پکا کر تبرک کے طور پر سب ہمراہیوں کو تھوڑی تھوڑی چکھائی کہ یہ ہماری خدا کی طرف سے مہمان نوازی ہوئی ہے۔

اسی طرح مجھے اپنے

بچپن کی ایک اور بات

بھی یاد ہے۔

ایک دفعہ جبکہ مجھے پیچش کی شکایت تھی۔ بارش ہوئی اور اس کا نظارہ مجھے ایسا اچھا معلوم ہوا کہ میں کھڑکی میں کھڑے ہو کر دیر تک اسے دیکھتا رہا اور سبحان اللہ سبحان اللہ کہتا رہا۔ باریک باریک بوندیں پڑ رہی تھیں اور میں انہیں دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا تھا کہ مجھے پیٹ میں سخت مروڑ اٹھا۔ اور پاخانہ کی حاجت محسوس ہوئی۔ مجبوراً مجھے پاخانہ کے لئے جانا پڑا۔ میں نے اس وقت دعا کی کہ یا اللہ یہ بارش اب بند ہو جائے۔ اور جب میں واپس آؤں تو پھر دوبارہ اسی طرح شروع ہو جائے۔ چنانچہ میں یہ دعا کر کے کمرہ سے باہر نکلا تو بارش بند ہوگئی اور جب پاخانہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹا اور کھڑکی کے پاس پہنچا تو پھر بارش شروع ہو گئی۔ مگر یہ کسی کے تصرف کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی دل میں کوئی بات ڈال دیتا ہے۔ اور پھر اس کا نتیجہ بھی پیدا کر دیتا ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامتیں

ایک دوست نے عرض کیا کہ اس بات کی کیا وجہ ہے کہ انبیاء کی نسبت اولیاء اللہ کی کرامتیں زیادہ مشہور ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انبیاء کے سامنے اتنا اہم کام ہوتا ہے اور وہ دن رات اس کام میں اس طرح مشغول ہوتے ہیں کہ انہیں اس قسم کی باتیں بیان کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ ورنہ یہ چیز وہاں بھی کثرت سے موجود ہوتی ہے۔ مگر چونکہ ان کی کفر سے لڑائی ہو رہی ہوتی ہے۔ شیطان کی سرکوبی ان کا کام ہوتا ہے اور لوگوں کو سچے دین پر قائم کرنا ان کی بعثت کا اصل مقصد ہوتا ہے اس لئے ان کی اور باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ ورنہ میں سمجھتا ہوں ہر دوسرے تیسرے دن دن کے سامنے اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت کا کوئی نہ کوئی اہم واقعہ ضرور آجاتا ہے۔ مگر چونکہ ایک بڑا کام ان کے سامنے ہوتا ہے اور ایک جنگ میں وہ دن رات مشغول ہوتے ہیں۔ اس لئے ان باتوں کے بیان کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں ہوتی لیکن اولیاء کے سامنے چونکہ ایسی جنگ نہیں ہوتی اس لئے ان کی کرامتوں کی طرف زیادہ توجہ رہتی ہے۔ اور وہ انہی باتوں کو دہراتے رہتے ہیں پس یہ صحیح نہیں کہ انبیاء کے وجود میں کرامات کی زیادتی نہیں ہوتی۔ کرامتیں تو وہاں بھی کثرت سے موجود ہوتی ہیں مگر ان کے سامنے اتنا بڑا کام ہوتا ہے کہ اس کام کی عظمت اور اس کی شان و شوکت کے لحاظ سے یہ باتیں ذاتی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ ان کو کم بیان کرتے ہیں۔ ورنہ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ان کے ہاتھ پر کم کرامات ظاہر ہوتی ہیں اور اولیاء اللہ کے ہاتھ پر زیادہ کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خود میرے ساتھ اس قسم کے کئی واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ان کو بیان کرنے کا مجھے کبھی خیال بھی نہیں آتا کیونکہ ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سپرد ہے۔

فوری ضرورت

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مندرجہ ذیل آسامیاں خالی ہیں۔ جن کے لئے فوری طور پر ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔

(۱) اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر گریڈ ۲۰۰-۱۰-۳۰۰ جمع مہنگائی الاؤنس ۰-۸-۳۷ روپے

(۲) لیڈی ڈاکٹر ۲۰۰-۱۰-۳۰۰ جمع مہنگائی الاؤنس ۰-۸-۳۷ روپے

حسب قابلیت و تجربہ ابتداً زیادہ ترقیاں بھی دی جاسکتی ہیں ڈیوٹی اوقات کے علاوہ پریکٹس کرنے کی اجازت ہوگی درخواستیں ۳۰ رمئی تک چیف میڈیکل آفیسر کے نام آنی ضروری ہیں۔

چیف میڈیکل آفیسر
فضل عمر ہسپتال ربوہ۔

چندہ جلسہ سالانہ

چندہ جلسہ سالانہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہم اور لازمی چندوں میں سے ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ گذشتہ چند سالوں میں اس چندہ کی وصولی میں دوسرے تمام چندوں کی نسبت زیادہ اضافہ ہوئی ہے۔ پھر بھی اس چندہ کی آمد جلسہ سالانہ کے اخراجات سے کم رہ جاتی ہے اور ہر سال اس غرض کے لئے ایک بڑی رقم دوسرے چندوں میں سے خرچ کرنی پڑتی ہے۔ جس کی وجہ سے دوسرے کاموں کو نقصان پہنچتا ہے اس کمی کی کئی وجوہات ہیں۔

اوّل یہ کہ مقامی جماعتیں عام طور پر جلسہ سالانہ سے ایک دو مہینہ پہلے اس چندہ کی وصولی کے لئے کوشش شروع کرتی ہیں۔ لیکن بہت سے دوست ایک دو قسطوں میں یہ چندہ پورا نہیں کر سکتے اور جلسہ گذر جانے کے بعد اس چندہ کی وصولی کی طرف توجہ نہیں رہتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس چندہ کی آمد میں بہت کمی رہ جاتی ہے۔ لہٰذا نظارت بیت المال تمام جماعتوں سے درخواست کرتی ہے کہ اس دفعہ سال شروع ہوتے ہی اس چندہ کی فراہمی کے لئے جدوجہد شروع کردی جائے۔

دوسری یہ کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق کئی ایک غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں مثلاً۔

(ا) بعض احباب کا یہ خیال ہے کہ موصی صاحبان پر چندہ جلسہ سالانہ ادا کرنا واجب نہیں۔

(ب) بعض جماعتیں اس چندہ کو لازمی چندہ نہیں سمجھتیں اور اس کے لئے احباب سے باقاعدہ مطالبہ نہیں کرتیں۔

(ج) بعض احباب یہ سمجھتے ہیں کہ جو دوست چندہ عام کی پوری رقم ادا کر دیں تو ان کے لئے چندہ جلسہ سالانہ ادا کرنا ضروری نہیں رہتا۔

(د) بعض عہدہ دار اپنے آپ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کا خرچ تو پورا ہو ہی جاتا ہے۔ پس اگر ان کی جماعت سو فیصدی کی بجائے ساٹھ یا ستر یا پچھتر فیصدی تک یہ چندہ ادا کردے تو کافی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ محض وسوسے ہیں اور انہیں دور کرنے کے لئے مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء کے فیصلہ جات اور ان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات میں سے چند اقتباسات اسی اخبار یعنی الفضل کے ۲۸ ر اپریل ۱۹۶۰ء کے پرچہ میں شائع کئے گئے ہیں۔

خاکسار کے نزدیک تو حضور کے مذکورہ بالا ارشادات سے چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق ہر قسم کی غلط فہمیوں کا بکلی ازالہ ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کسی شخص کے دل میں کوئی شبہ باقی رہ جائے تو اسے چاہیئے کہ اپنے شبہات کو نظارت بیت المال کے سامنے پیش کرے۔ یہ مناسب نہیں ہوگا۔ کہ کوئی شخص یا جماعت اپنے شبہات کو ظاہر بھی نہ کرے اور اس کے لازمی چندہ میں پورا حصہ نہ لے۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ سال کے تمام جماعتیں یکم مئی سے ہی اس چندہ کی فراہمی شروع کردیں گی۔ اور جلسہ سے پہلے سو فیصدی ادائیگی کر دیں گی اور کوئی جماعت نظارت بیت المال کو مجبور نہیں کرے گی کہ اس جماعت کو اس چندہ کی ادائیگی کے لئے مجبور کرنے کی خاطر کوئی اقدام کیا جائے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

فارمہائے اصل آمد کا پُر کرنا کیوں ضروری ہے؟

حصہ آمد کے موصی احباب توجہ فرمائیں!

اوّل اس لئے کہ آپ نے اپنی وصیت میں اقرار کیا ہوا ہے کہ آپ اپنی آمدنی سے حصہ وصیت ادا کرتے رہیں گے اور آمدنی میں کمی بیشی کی دفتر کو اطلاع دیتے رہیں گے۔

دوم۔ اس لئے کہ اب جبکہ سال ۶۰-۱۹۵۹ء ۳۰ ر اپریل کو ختم ہوچکا ہے دفتر کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ اس سال اور اس سے پہلے سالوں کی جن کے فارم آپ کو بھجوائے گئے ہیں آپ کی اصل آمد کیا تھی اور کیا اس کے مطابق آپ کی طرف سے حصہ آمد کی وصولی ہو چکی ہے؟

سوم۔ اس لئے کہ اس کے بغیر آپ کا حساب مکمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی آپ کے بقایا یا فاضل سے آپ کو اطلاع دی جا سکتی ہے۔

چہارم اس لئے کہ خود آپ کو اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا کہ آپ مالی لحاظ سے اپنے اقرار وصیت سے عہدہ برآ ہو چکے ہیں۔

پنجم سب سے زیادہ یہ اس لئے ضروری ہے کہ یہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کا ارشاد ہے۔ اور حضور کے اس ارشاد کی تعمیل ہر احمدی کے لئے موجب فرحت اور موصی احباب کے لئے بدرجہ اتم باعث افتخار ہے۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ۔ ربوہ۔

بھارت کے علاقہ دکن میں احمدی جماعتوں کے کامیاب جلسے

(گذشتہ سے پیوستہ)

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کا اکسٹھواں سالانہ جلسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے احباب نے متفقہ طور پر طے کیا کہ حسب سابق امسال بھی اپنا اکسٹھواں سالانہ جلسہ منعقد کیا جائے چنانچہ بذریعہ اشتہارات و اخبارات مقامی جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ مرکزی مبلغین کو دعوت دی گئی اور جملہ ضروری انتظامات کی تکمیل کے بعد تاریخ یکم مئی ۱۹۶۰ء بمقام بشیرآباد سالانہ جلسہ منعقد ہونا قرار پایا۔ جلسہ گاہ شامیانہ اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے خوب سجائی گئی اور ایک وسیع پنڈال تیار کیا گیا۔ حاضرین جلسہ کی ہر قسم کی سہولت کا خاص خیال رکھا گیا۔ لاؤڈ سپیکر کا بہت اچھا انتظام تھا۔

یکم مئی ۱۹۶۰ء زیر صدارت سردار فضل حق خانصاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے حکیم محمد الدین صاحب مبلغ انچارج حیدرآباد نے بلند اور دلکش انداز میں قرآن مجید کی تلاوت فرمائی۔ آپ کے بعد مکرم منصور احمد صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حیدرآباد نے تقریباً دس منٹ تک خطبہ استقبالیہ ارشاد فرمایا جس میں جلسہ کی غرض و غایت اور اس میں شمولیت کے فوائد بیان فرمائے اور مؤثر انداز میں حاضرین جلسہ سے اپیل کی کہ وہ پوری توجہ اور دلجمعی کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کی سماعت فرمائیں اور فاضل لیکچراروں کی تقاریر سے فائدہ اٹھائیں۔

خطبہ استقبالیہ کے بعد حکیم محمد الدین صاحب مبلغ انچارج حیدرآباد نے آدھ گھنٹہ تک ذکر حبیب کے عنوان پر دلچسپ تقریر فرمائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے جو احمدیوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب اور غیراز جماعت کے لوگوں کے لئے خاص توجہ اور دلچسپی کا موجب ہے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی راست بازی۔ توکل علی اللہ۔ تقدیم دین علی الدنیا اور اسلام کی اسلام اور بانی اسلام پر فدائیت کے متعدد واقعات بیان کئے۔

آپ کے بعد مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر ۳۵ منٹ تک تقریر فرمائی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم منثور کلام میں سے متعدد حوالے پڑھ کر سنائے اور دکھایا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کے میدان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یکتا فرد ہیں اور آپ نے اسلام اور بانی اسلام اور قرآن مجید کی وہ خدمت کی کہ چودہ سو سال میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

آپ کے بعد مکرم عبدالقیوم صاحب نے خوش الحانی سے کلام محمود سے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔

آپ کے بعد مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ انچارج دہلی نے اسلام اور کمیونزم کے موضوع پر ۵۵ منٹ تک دلچسپ اور دلآویز پیرایہ میں تقریر فرمائی۔ آپ نے عام فہم رنگ میں کمیونزم کے محاسن و معائب کا تذکرہ فرمایا اور بتایا کہ موجودہ دور کی تمام مشکلات کا حل اسلام ہی میں موجود ہے۔ چنانچہ آپ نے کافی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا کہ کیونکر اسلام موجودہ دور کی مشکلات و مصائب کا حل پیش کرتا ہے۔ سامعین نے بڑی دلچسپی کے ساتھ یہ تقریر سنی اور کمیونزم کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم کی برتری اور فوقیت کا اعتراف کیا۔

آپ کے بعد مولوی سمیع اللہ صاحب قیصر مبلغ بمبئی نے جہاد اسلام کا صحیح تصور کے عنوان سے ۳۰ منٹ تک تقریر فرمائی۔ جس میں تاریخی واقعات اور شواہد پیش کر کے بتلایا کہ اسلام نے کبھی بھی خونریزی اور غارت گری کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہمیشہ صلح و سلامتی کی آواز بلند کی۔ البتہ خود حفاظتی کے لئے تلوار اٹھانے کی اجازت دی ہے جو کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں ہو سکتی

اس کے بعد جناب صدر نے دعا کے بعد جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

اجلاس دوم

زیر صدارت جناب سیٹھ محمد اعظم صاحب جلسہ کی کارروائی کا آغاز ۸ ½ کی رات کو ہوا۔ سب سے پہلے جناب محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی۔ آپ کے بعد مکرم میر احمد افضل صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم پڑھ کر سنائی۔

ازاں بعد مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی کل کی تقریر جو ادھوری رہ گئی تھی مکمل کی اور امت اسلامیہ کے مختلف ادوار کا ذکر کر کے بتایا کہ صحیح اسلامی تعلیم پر چلنے والی مسلمان طاقتوں نے ہمیشہ اس بات کو ملحوظ رکھا ہے کہ ناجائز خون نہ بہایا جائے اور نہ بدامنی پھیلائی جائے بلکہ ہمیشہ فتنہ فساد کی بیخ کنی کے لئے طاقت کا استعمال کیا گیا۔ اور جوں ہی حالات موجب اصلاح ہوئے فوراً ہاتھ روک لیا گیا اور تلوار نیام میں رکھ دی گئی۔

آپ کے بعد مولوی محمد سلیم صاحب رئیس التبلیغ دہلی نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں" کے موضوع پر پون گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ آپ نے بیان شدہ تمام پیشگوئیوں کے ظہور کی تشریح فرمائی اور بتایا کہ موجودہ دور کی سائنسی اور علمی ترقیاں صداقت اسلام پر مہر ثبت کرتی ہیں اور آجکل چاند یا دوسرے سیاروں تک پہنچنے کی تیاریاں دراصل اذا السماء کشطت کی عملی تفسیر ہیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں میں آخری زمانہ کی تمام بدحالی۔ بالخصوص مسلمانوں کی شدید خستہ حالی فرقہ بندی۔ باہمی آویزش اور نکبت کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ لیکن ساتھ ہی مسیح و مہدی کے ظہور کی پیشگوئیاں ہماری ڈھارس بندھاتی ہیں اور ہمیں امید کا پیغام دیتی ہیں۔ آپ کی پیشگوئیوں کا انذاری پہلو ہم بچشم خود دیکھ چکے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کا تبشیری پہلو پوری شان کے ساتھ ظہور پذیر ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ قادیان کی بستی میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح و مہدی بنا کر بھیجا جن کے ہاتھوں پر اسلام کا احیاء مقدر ہے۔

آپ کے بعد مکرم رحمت اللہ صاحب غوری یادگیری نے خوش الحانی سے کلام محمود سے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس نے "پیغام احمدیت" کے موضوع پر ۴۵ منٹ تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ احمدیت کا پیغام کوئی نیا پیغام نہیں ہے بلکہ دراصل اسلام ہی کا پیغام ہے۔

آخر میں صدر محترم نے دعا کے بعد جلسہ کے برخواست ہونے کا اعلان فرمایا۔ (باقی)

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد دکن)

دعائے مغفرت

میری بیٹی عزیزہ بشریٰ بیگم بعارضہ ٹائیفائیڈ و نمونیہ پندرہ یوم بیمار رہ کر مؤرخہ ۱۲/۵ کو بروز جمعرات بوقت ۹ بجے شب رحلت پاکر اپنے مولا حقیقی سے جا ملیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

بچی نہایت نیک با اخلاق۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند۔ احمدیت کی شیدائی اور ماں باپ کی دل و جان سے فرمانبردار تھی عمر ۱۶ سال تھی مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔ (ملک بہاول شیر کوٹ رحمت خاں ڈاکخانہ مومن ضلع شیخو)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو مزوری تفصیل سے آگاہ کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۵۵۱۳ میں شریف احمد ولد رسول بخش قوم جٹ باجوہ پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۵۵۹ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۵۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت اراضی وغیرہ کوئی نہیں اور میری آمد بذریعہ کاشت کاری سالانہ مبلغ ۳۰۰/- روپے تقریباً ہوتی ہے میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد میں کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ وہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

المرقوم شریف احمد ولد چوہدری رسول بخش صاحب چک ۵۵۹ گ ب ضلع لائلپور

العبد شریف احمد بقلم خود

گواہ شد عطاء اللہ بقلم خود ولد چوہدری لبھے خانصاحب مرحوم چک ۵۵۹

گواہ شد سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا کارکن صدر انجمن احمدیہ دفتر وصیت

نمبر ۱۵۵۶۸ میں زبیدہ بی بی زوجہ شریف احمد قوم کاہلوں پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۵۵۹ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۵۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے حق مہر ۲۰۰/- (۲) ایک راس بھینس جس کی قیمت مبلغ ۵۰۰/- روپے (۳) ایک راس گائے جس کی قیمت مبلغ ۲۵۰/- روپے کل میزان ۸۰۲/- روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

المرقوم شریف احمد خاوند موصیہ

الامۃ نشان انگوٹھا زبیدہ بی بی

گواہ شد خورشید احمد ولد چوہدری شناء اللہ صاحب سیکرٹری مال

گواہ شد سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت

نمبر ۱۵۶۹۷ میں مرزا لطیف احمد ولد حکیم فیروز دین صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ۔ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ فروری ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ چونکہ میرے والد صاحب بزرگوار حیات ہیں۔ میرا گزارہ میری ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو مبلغ یکصد روپیہ ماہوار ہے (میری ملازمت پرائیویٹ ہے) اس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ نیز اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد اگر کسی قسم کی کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اور میری یہ وصیت ہر طرح قائم دائم رہے گی۔

العبد مرزا لطیف احمد فرام ٹریڈ بلیڈ فیکٹری حیدرآباد سندھ کالی روڈ نمبر ۲۷ ۹

گواہ شد فیض احمد ظفر ناظم مال مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد

گواہ شد سلطان احمد انسپکٹر بیت المال صدر انجمن احمدیہ ربوہ ۶/۷/۶۰

سماج دشمن عناصر کو انتباہ

کوئٹہ ۲۰ مئی میجر جنرل امراؤ خان جنرل آفیسر کمانڈنگ اور مارشل لا ایڈمنسٹریٹر زون ”ج“ نے آج ایک بیان میں سماج دشمن عناصر کو متنبہ کیا ہے کہ وہ اپنی ناپاک سرگرمیوں سے باز آجائیں یا پھر ان کا خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

”مغربی طاقتیں قیام امن کی کوششوں میں زیادہ متحد ہو گئی ہیں“ (آئزن ہاور)

”ہم اب بھی سربراہوں کی کانفرنس میں شرکت پر آمادہ ہیں“ (خروشیف)

پیرس ۲۰ مئی۔ پیرس کانفرنس کی ناکامی کے بعد صدر آئزن ہاور لزبن، مسٹر خروشیف مشرقی برلن اور مسٹر میکملن لندن پہنچ گئے ہیں۔ صدر آئزن ہاور کو پروگرام کے مطابق چار دن بعد لزبن پہنچنا چاہیئے تھا۔ لیکن چونکہ سربراہوں کی کانفرنس ناکام ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ چار دن پیشتر لزبن پہنچ گئے ہیں۔ جہاں سے وہ واشنگٹن جائیں گے۔

صدر آئزن ہاور نے پیرس سے روانہ ہوتے وقت سربراہوں کی کانفرنس کی ناکامی پر اظہار افسوس کیا اور کہا کہ اب مغربی طاقتیں قیام امن کی کوششوں میں زیادہ متحد ہو چکی ہیں اور انہوں نے انصاف کا بول بالا رکھنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ آپ نے کہا سربراہوں کی کانفرنس کی ناکامی کی وجہ سے اس کشیدگی کو رفع کرنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا جا سکا جو عالمی امن کے لئے خطرہ بن رہی ہے۔ مشرقی برلن کی اطلاع کے مطابق مسٹر خروشیف اپنے قیام مشرقی برلن کے دوران میں مشرقی جرمنی کے لیڈروں سے اس سوال پر سوچ بچار کریں گے کہ برلن کے مستقبل کے بارے میں کیا قدم اٹھانا چاہیئے۔

مسٹر خروشیف نے آج پیرس سے روانہ ہوتے وقت اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ سربراہوں کی کانفرنس چھ سے آٹھ ماہ تک ہو سکے گی کیونکہ اس وقت تک بین الاقوامی فضا ایسی خوشگوار ہو جائے گی جس میں سربراہوں کی کانفرنس ہو سکے آپ نے کہا کوئی خوددار ملک ایک ایسے ملک کی کانفرنس میں شریک ہونے کو تیار نہیں جس کی وجہ سے اس کی سالمیت کے خلاف جارحانہ اقدام عمل میں آیا ہو۔

آپ نے کہا سربراہوں کی کانفرنس کی ناکامی کی وجہ امریکہ کی اشتعال انگیزی ہے آپ نے کہا میری حکومت اب بھی سربراہوں کی کانفرنس میں شریک ہونے اور امن عامہ کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنے پر آمادہ ہے آپ نے امریکہ کے طرز عمل کا ذکر کرتے ہوئے کہا ایسے حالات میں گفت و شنید کا جاری رکھنا ممکن ہی نہیں کیونکہ ایسی گفت و شنید سے امن عالم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ آپ نے کہا بقائے باہم اصول پر اب بھی عمل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ جارحانہ اقدام عمل میں نہ آئے۔

نہری پانی کے معاہدہ پر ۳۰ جون تک دستخط ہو جائیں گے

راولپنڈی ۲۰ مئی مسٹر محمد شعیب وزیر خزانہ نے کہا کہ نہری پانی سے متعلق سمجھوتہ پر پاکستان اور بھارت دستخط غالباً تیس جون تک ہو جائیں گے۔ مسٹر شعیب رات کراچی سے راولپنڈی پہنچے تھے۔ آپ نے کہا اس معاہدے کی راہ میں جو بڑی رکاوٹیں موجود تھیں انہیں رفع کر دیا گیا ہے۔ پاکستان اور عالمی بنک نے ان رکاوٹوں کو دور کرنے میں بڑا حصہ لیا ہے۔ اب عالمی بنک بھارت سے تبادلہ خیالات کر رہا ہے۔ تاکہ باقی ماندہ رکاوٹیں بھی دور ہو جائیں آپ نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں کہ معاہدے پر دستخط کس تاریخ کو ہوں گے اور کہاں ہوں گے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے برطانیہ سے لمبی مدت کے قرضے حاصل کرنے کے لئے جو بات چیت کی ہے۔ اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے۔ آپ نے کہا میں اس بات چیت کی رپورٹ ایک ہفتے تک حکومت پاکستان کو بھیج دوں گا۔ جب نامہ نگاروں نے غیر ملکی سرمایہ یا قرضوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا یورپ کے بعض ملکوں برطانیہ اور امریکہ نے امداد کے بارے میں بڑی دلچسپی لی ہے۔ امید ہے کہ جاپان بھی جلد امداد کے میدان میں آجائے گا۔ اور وہ پاکستان کو امداد دینے کی پیشکش کرے گا۔ آپ نے کہا میری اور بھارتی وزیر خزانہ کی ملاقات ۳۰ جون کے لگ بھگ ہوگی۔

امریکی وزارت خارجہ کو پاکستانی احتجاج مل گیا

واشنگٹن ۲۰ مئی امریکی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے آج بتایا کہ حکومت پاکستان نے یو ٹو طیارہ کے متعلق جو بیان دیا تھا اس کی نقل موصول ہو گئی ہے لیکن اس بیان کو احتجاج کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

ایجنسی فرانس پریس کی اطلاع کے مطابق حکومت پاکستان نے امریکی وزارت خارجہ سے کہا ہے۔ اگر پشاور کے فضائی اڈا سے روانہ ہونے والے امریکی طیارہ کو سوویٹ یونین پر پرواز کرنے کی ہدایت کی گئی تھی تو یہ کارروائی پاکستان کی طرف سے شدید شکایت کا موجب بنے گی۔ امریکی حکام کو پاکستان کی نازک صورت حال کا احساس کرنا چاہیئے اور اس امر کا انتظام کرنا چاہیئے کہ آئندہ ایسی سرگرمی کا اعادہ نہ ہونے پائے۔

ڈیورنڈ لائن کے مشرق میں سارا علاقہ پاکستان کا ہے

دارالعوام میں برطانوی وزیر اعظم ہیرلڈ میکملن کا اعلان

لندن ۲۱ مئی۔ مسٹر ہیرلڈ میکملن وزیر اعظم برطانیہ نے کہا ہے کہ برطانیہ پاکستان کے اس نظریہ کی پوری حمایت کرتا ہے۔ کہ ڈیورنڈ لائن کے مشرق میں واقع سارا علاقہ پاکستان کے زیر اقتدار ہے۔ آپ نے کہا برطانیہ ڈیورنڈ لائن کو پاکستان اور افغانستان کے درمیان بین الاقوامی سرحد تسلیم کرتا ہے۔

مسٹر میکملن دارالعوام میں ایک سوال کا تحریری جواب دے رہے تھے۔ (ڈیورنڈ لائن ۱۸۹۳ء میں قائم کی گئی تھی اور بعد میں اسے غیر منقسم ہندوستان کے شمال مغربی سرحدی صوبے کی آخری حد تصور کیا جاتا رہا ہے۔ پاکستان کا دعویٰ یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت ڈیورنڈ لائن کے مشرق میں واقع علاقہ اسے ورثہ میں برطانیہ سے ملا ہے۔ گزشتہ بارہ سال سے افغانستان پختونستان کا ڈھونگ رچا رہا ہے)

مسٹر میکملن کنزرویٹو پارٹی کے رکن مسٹر پیٹر سمتھ کے سوال کا جواب دے رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ سر انتھنی ایڈن سابق وزیر اعظم برطانیہ نے یکم مارچ ۱۹۵۶ء کو جو بیان دیا تھا کیا وہ اب بھی برطانیہ کی پالیسی کے عین مطابق ہے۔ آپ نے کہا سر انتھنی ایڈن نے ڈیورنڈ لائن کو پاکستان اور افغانستان کے درمیان بین الاقوامی سرحد قرار دیا تھا۔

مسٹر میکملن نے جواب دیا جیسا کہ میرے پیشرو مسٹر انتھنی ایڈن یکم مارچ ۱۹۵۶ء کو دارالعوام میں اعلان کر چکے ہیں، حکومت برطانیہ ڈیورنڈ لائن کو پاکستان اور افغانستان کے درمیان بین الاقوامی سرحد تسلیم کرتی ہے اور وہ پاکستان کے اس دعوے کی پوری طرح حمایت کرتی ہے کہ ڈیورنڈ لائن کے مشرق میں واقع علاقہ پاکستان کی ملکیت ہے۔

مسٹر میکملن نے کہا حکومت افغانستان بھی اعلان کر چکی ہے کہ اسے کسی کے علاقے کی طمع نہیں اور اس کے اس اعلان سے میری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔

مسٹر میکملن نے دارالعوام میں سربراہوں کی کانفرنس کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے کہا سربراہوں کی کانفرنس کے ٹوٹ جانے کے جو سنگین نتائج نکل سکتے ہیں میں انہیں چھپانے کا متمنی نہیں۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں کہ یہ واقعہ بڑا سنگین ہے ہو سکتا ہے کہ بین الاقوامی صورت حال اور بھی خراب ہو جائے لہٰذا ہمیں اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے ہو سکتا ہے کہ ہمیں نئی دھمکیاں اور نئے خطرات کا بھی مقابلہ کرنا پڑے آپ نے کہا ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ روس کی پالیسی ہی بدل گئی ہے یا یہ واقعہ حادثتاً پیش آگیا ہے۔ جو بھی ہو ہمیں ان نئے پیدا شدہ حالات و کوائف سے نپٹنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے آپ نے کہا پیرس روانہ ہونے سے پیشتر یعنی ۹ مئی کو مجھے مسٹر خروشیف کا ایک خط ملا تھا جس میں انہوں نے کانفرنس کی کامیابی پر شبہ ظاہر کیا تھا مجھے یہ ہرگز توقع نہ تھی کہ مسٹر خروشیف تعمیری تجاویز کو سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہوں گے۔ مسٹر میکملن نے خروشیف کے مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا صدر آئزن ہاور نے یقین دلایا تھا کہ امریکہ پروازیں بند کر چکا ہے اور یہ پروازیں دوبارہ شروع نہیں کی جائیں گی۔ ظاہر ہے کہ صدر امریکہ اس سے زیادہ اطمینان نہیں دلا سکتے تھے اور میں نے مسٹر خروشیف سے کہہ دیا تھا کہ انہیں اس سے زیادہ توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ لیکن مسٹر خروشیف اپنے مطالبات پر اڑے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کے کروڑوں انسانوں کو سربراہوں کی کانفرنس سے جو توقعات تھیں وہ پوری نہ ہو سکیں۔

مسٹر میکملن کے بعد مسٹر ہیوگیٹسکل قائد حزب مخالف نے مسٹر میکملن اور مسٹر سلوین لائڈ کے اقدام کو سراہا اور کہا کہ انہوں نے پیرس میں جو اقدامات کئے ہیں حزب مخالف ان کی پوری حمایت کرتی ہے اور وہ ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت کی پوری امداد کرے گی۔

اعلان

ایسے امیدواران کی طرف سے جو مغربی پاکستان اور اس کی ملحقہ ریاستوں کے باشندے ہوں۔ ملتان ڈویژن میں گریڈ ۲ کلرکوں کی ۲۶ اسامیوں کے لئے ۲۵ جون ۱۹۶۰ء تک درخواستیں مطلوب ہیں ان اسامیوں میں سے ایک فیصدی۔ ۱۷ فیصدی اور ۳۴ فیصدی اسامیاں علی الترتیب پسماندہ اقوام۔ مغربی پاکستان کے قبائلی علاقوں بشمول ملحقہ ریاستوں نیز ریلوے ملازمین کے بیٹوں وغیرہ کے لئے مخصوص ہیں۔

۲۔ قابلیت:۔ (ا) امیدواران سیکنڈ ڈویژن میں میٹرک یا جونیئر۔ کیمبرج یا اس کے مساوی کوئی اور امتحان پاس ہوں۔ مغربی پاکستان کے قبائلی علاقوں۔ اس کی ملحقہ ریاستوں اور ریلوے ملازمین کے بیٹوں۔ پوتوں اور ان کے زیر کفالت بھائیوں کی صورت میں تھرڈ ڈویژن کی رعایت دی جائے گی

(ب) نیز تیس ۳۰ الفاظ فی منٹ کی رفتار سے ٹائپ رائٹنگ جانتے ہوں۔

۳۔ عمر:۔ ۲۵ جون ۱۹۶۰ء کو ۱۸ اور ۲۵ سال کے درمیان ہونی چاہیئے

۴۔ تنخواہ:۔ ۶۰۔ ۱۲۰ کے سکیل میں ۶۰/- روپے ماہوار ہوگی۔ اس کے علاوہ مہنگائی اور دیگر الاؤنس حسب قاعدہ دیئے جائیں گے۔

۵۔ درخواستوں کی ترسیل:۔ درخواستیں مقررہ فارم پر قریب ترین دفتر روزگار کی معرفت ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان کے نام ارسال کرنی ہوں گی۔ یہ فارم ریلوے کے ہر بڑے اسٹیشن سے ایک روپیہ فی فارم کے حساب سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ درخواست کے فارم مطبوعہ ہدایات کے مطابق مکمل خانہ پری کے بعد زیر دستخطی کے دفتر میں لازمی طور پر ۲۵ جون ۱۹۶۰ء تک پہنچ جانے چاہئیں۔ اس تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔ سرکاری ریلوے ملازمین کی صورت میں ان کی درخواستیں متعلقہ محکموں کے سربراہوں کی وساطت سے آنی چاہئیں۔

۶۔ خصوصی مراعات:۔ ایسے امیدوار جو (۱) پسماندہ اقوام سے تعلق رکھتے ہوں (۲) مغربی پاکستان کے قبائلی علاقوں اور ملحقہ ریاستوں کے امیدواران (۳) علاقہ آزاد کشمیر کے مستقل باشندے۔ گلگت ایجنسی۔ بلتستان یا ریاست جموں و کشمیر کے ایسے مہاجر جو درج بالا علاقے میں یا پاکستان کے کسی بھی حصے میں آباد ہوں اور (۴) مغربی پاکستان کے ضلع ڈیرہ غازی خاں کے غیر شمولہ علاقہ کے امیدواروں کے لئے درج ذیل رعایت ہوگی۔

ا۔ درخواست کے فارم کی قیمت ایک روپیہ کی بجائے صرف چار آنے ہوگی۔

ب۔ عمر کی حد میں تین سال کی رعایت دی جائے گی۔

نوٹ:۔ (ا) منتخب امیدواروں کو انتظامیہ کی ہدایات کے مطابق نارتھ ویسٹرن ریلوے کے کسی بھی علاقے میں خدمات انجام دینی ہوں گی۔

(ب) یہ اسامیاں خالصتاً عارضی بنیاد پر پر کی جائیں گی اور ایسے کامیاب امیدواروں کی جگہ وقت آنے پر اس زائد عملے کو جسے مرکزی سیکرٹریٹ یا اس کے ماتحت محکموں میں از سر نو تنظیم کے باعث فارغ قرار دیا گیا ہو۔ حسب ضرورت مقرر کیا جا سکے گا۔

برائے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان

پاکستان کے نام افغان حکومت کا احتجاج

کراچی ۲۰ مئی۔ وزارت خارجہ سے رابطہ رکھنے والے ایک حلقے سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت افغانستان نے کل اپنا احتجاجی مراسلہ سفیر پاکستان متعینہ کابل کے حوالے کر دیا تھا۔ اور موصولہ اطلاع کے مطابق حکومت افغانستان نے اس مراسلے میں لکھا ہے کہ یو۔۲ نامی جو امریکی طیارہ یکم مئی کو روس میں گرایا گیا تھا اس نے روس پہنچنے سے پیشتر افغانستان کے علاقے کی خلاف ورزی کی تھی۔